۱۶

کے اسکا مین دنیا کے بادشاہ نہین ہوئے اور نہ انہون نے کبھی تلوار لٹکائی اور نہ کسی پر
چڑھائی خود حضرت مسیح نے پلاطس کو مخاطب ہوکر فرمایا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان
کی نہین اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ مین یہودیون
کے حوالہ نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہان کی نہین (یوحنا ۱۸-۳۶)۔ اب ہمکو یہہ دکھانا
باقی رہا کہ مولف کے کلام مین اُن عبارات کی اس قسم کی **تشریح و تفسیر**
کہان پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہمارے بیانات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجھین اور اُنکو
نکات بعید الوقوع قرار دیکر مطلب سعدی دگر است نہ کہہ سکین لہذا ہم اس باقی کو ادا
کرتے ہین اور اپنے بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سے نکالدیتے ہین

واضح ہو کہ مولف نے **پیشین گوئی نمبر ۳** حصہ چہارم کتاب مین بصفحہ ۴۹۸
نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو

تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی
اور حلیمی اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو ہیبت کام
سکھلا دیگا تیرے تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وے بادشاہ کے دشمنون کے
دل مین لگ جاتے ہین (زبور ۴۵ - ۳ - ۵ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے
انتہائے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہین اُسکے
سامنے جھکینگے ترسیس اور جزیرون کے سلاطین نذرین لاوینگے سبا اور سیبا کے ہدیئے
گذرانینگے ان سارے بادشاہ اسکے حضور سجدہ کرینگے (زبور ۷۲ - ۸ وغیرہ)
تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جبتک کہ مین تیرے دشمنون کو تیرے پانو تلے کی چوکی
بناؤن (زبور ۱۱۰ - ۱ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنون کو اپنے پانو
تلے نہ لاوے ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱ - قر - ۱۵ - ۲۵) وے برّہ سے لڑائی
کرینگے اور برّہ اُنپر غالب ہوگا کیونکہ وہ خداوندون کا خداوند ہے اور بادشاہون کا بادشاہ
ہے (مکاشفات ۱۷ - ۱۴) - اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر اسوقت کی موجودہ عیسائیون

جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ ساری جماعت بہاگ جائیگی اور پیٹہہ پھیر لیگی اور **پیشین گوئی** نمبر ۴ کا ترجمہ بہی خود ہی اِن الفاظ سے کیا ہے ۔ خدا تعالےٰ دلائل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھہ ہے ۔

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہین کہ فتح و ہزیمت سے مراد ان پیشگوئیون مین بحث و دلایل و جواب و سوال مین ہار جیت ہے نہ تلوار کی لڑائی مین ۔

اسی صفحہ مین آیۃ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کرکے حضرت مسیح سے اپنا مشابہ ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے ۔ یہہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لاوینگے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پہیل جائیگا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت و انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہین اور بحدے اتحاد[‡] ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادم دین تہا اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بہی اوس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولون کا تاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہین اور اگر وہ محمود ہین تو وہ محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے

> هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

---

۴ کی بجاتی فوج ہے جیسین جرنیل کرنیل میجر کپتان سبہی عہدہ دار فوجی موجود ہین اور حقیقت مین فوجی کوئی نہین وہ سب انکے روحانی مناصب کے نام ہین ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان نے برتی انکو تو کیا گناہ کیا اور ان الفاظ کو استعمال سے خیرخواہی سلطنت کی دم بہرتا ہوا کیونکر باغی ہوگیا ۔

‡ ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشیخ ہ

شابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُسکا محل اور مورد ہی یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہی اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اُسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔

یہہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصدق ہین کہ مولف کو مسیح موعود ہونے کا دعوی نہین بلکہ حضرت مسیح سی مشابہت کا ادعا ہی سو بھی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف مین بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف مین اور غلبۂ اسلام سی جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

م محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ مین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۱۳۳ مین آپ فرماتے ہین [illegible] درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جائے جسمین وہ ظاہر ہوا اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مینے خواب مین آنحضرت کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سی معانقہ کیا پس ایک دوسرے مین غایب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلعم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال

فانه وصلة [illegible] عین ماظهر ولا یعرف۔ کما رایت رسول الله صلعم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما فی الآخر فلم نر الا واحدا وهو رسول الله صلعم فهذه غاية الوصلة وهو المعبر عنه بالاتحاد۔ (فتوحات مکیہ)

نے کتاب اتحاف النبلا مین اسکی تایید مین ایک عربی رباعی نقل کی ہی جسکا مطلب یہہ ہے کہ ہمارے بدگو (رقیب) نے شب کو ہمارے پاس ہماری معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم مین جدائی ڈالنے مین کوشش کرنے لگا۔ پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگالیا۔ پہر وہ رقیب آیا تو اوسنے بجز مجھ ایک کے کسی کو نہ دیکھا۔ پہر یہہ شعر فارسی م

توهم واشینا بلیل مزاره
فهم لیسعی بیننا بالتباعد
فعانقته حتی اتحدنا تعانقا
فلما اتانا مارای غیر واحد

دلایل وبراہین کا غلبہ مراد ہے نہ سیاست ملکی مین غلبہ اور بصفحہ ۵۵۶ **پیش گوئی نمبر (۵)** جسمین مولف کا بلفظ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کر کے اُسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اے عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاونگا اور تیرے تابعین کو اُنپر جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے

یا عیسیٰ انی متوفیک ۔ الخ

ہم عقیدہ اور ہم مشرب ہون کو **حجت** اور **برہان** اور **برکات** کے رو سے دوسرے لوگون پر قیامت تک فایق رکھونگا پہلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلون مین سے بھی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت مین الفاظ "حجت ۔ برہان ۔ برکات" ۔ ہمارے بیان کے صاف موید ہین۔ اور بصفحہ **۴۹۲** اس کتاب کی ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین مین ایک خلیفہ [illegible]

اردت ان استخلف فخلقت آدم [illegible] فی الارض [illegible]

اسجگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ وبین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلّم ہوسکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہوکر روحانی پیدایش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہے اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس مین

---

۴ نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بجدیست میان من وتو ٭ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من وتو اسکے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکھا ہے۔ رزقنا اللہ من ہذا الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ یعنے خدا تعالی ہمکو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت مین نصیب کرے۔ اس اتحاد پر بعض اسوقت کے لوگون نے کچھ اعتراض بھی کئے ہین ہمنے ضمیمہ اخبار سفیر ہند سنہ ۱۸۸۲ء ۶ نمبر ۱۳ و ۱۴ کے اونکے کافی جواب دئے ہین۔ ناظرین ان نمبرون کو دیکھین۔

روحانی سلسلہ کے قایم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ایسے وقت مین جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہین۔

اس **عبارت** نی تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کر دی اور مخالفین کی **تہمتون** کی **جڑہ کاٹ** ڈالی اُسکے اس جملہ نی کہ اس منصب خلافت سے (جسکا اس پیشگوئی مین مولف کو وعدہ دیا گیا ہی) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہی مراد نہین اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہو سکتی ہی بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے" صاف تصریح کر دی ہی کہ مولف کو ظاہری حکومت و سلطنت اسلامی کا ہرگز دعوی نہین اور نہ وہ اس دعوی کو بحکم شریعت اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سے مخصوص ہی اور مولف قریشی نہین فارسی الاصل ہی (چنانچہ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ کتاب اسپر شاہد ہی) لو بس جھگڑا ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ جو مولف کی نسبت جو دعوی پولیٹکل [illegible] اسلام مین خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سے خارج ہی نہ اُسنے یہہ دعوی کیا نہ آیندہ کر سکتا ہی نہ اوسکا مذہب اس دعوی کی اجازت دیتا ہی۔

بالآخر ہم اسقدر کہنے سے باز نہین رہ سکتی کہ اگر یہہ معاملہ **گورنمنٹ تک** پہنچتا تو یقین تہا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدون کو (جنہون نی بحق ایسی شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیکنام و خیرخواہ سرکار کا بیٹا ہی اور خود بھی سرکار کا دلی خیرخواہ و شکرگذار و دعاگو ہے اور درویشی و غربت سے زندگی بسر کرتا ہی ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگون کے دلون کو آزار پہنچایا ہی) سخت سزا دیتی۔

اور ہم یہہ بہی امید رکھتے ہین کہ گورنمنٹ ایسے خیرخواہ و وفادار خاندان کو (جسکی جان نثاری اور وفاداری کا وہ نازک وقتون مین تجربہ کر چکی ہے) کبہی نہ بہولیگی اور ہمیشہ اوسکی قدر و منزلت کو بڑہائیگی ؎

قدر یاران خود را بیفزا اے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

مذہبی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امرتسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تمہید

اس فریق کا انکار گو صورۃً انکار فریق دوم سے اخفّ ہے (کیونکہ فریق دوم مکفر ہے یہہ مکفر نہین) مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہے - اسلئے کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہے مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف براہین احمدیہ کے متعلق ہے اونکے سوا اور اولیا ء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہین اور اونکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے انکار نہین - اور یہہ حضرات فریق اول معتزلہ اور نیچریہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی (بہمرنگ وحی) سے انکاری ہین - اور مولف براہین [illegible] سقطی - جنید بغدادی - شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہین مانتے - اسلئے انکا انکار بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے - اور اسکا جواب و تعاقب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و اقدم ہے اور اسمین نہ صرف مولف براہین احمدیہ یا اور اولیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیا کی تائید بھی اسمین متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیا) ہمارا اصلی مقصد ہے - اسلئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اُسکی طرف کھینچ لیجا سکتا ہے کیونکہ دونون الہامون کا حال و اصول ایک ہے بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہرین ہین لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہین - اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے سے انکار کا بھی خوف ہے - اسیوجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہے - جس کو اولیاء کے اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو - اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہے - شاید اسکے دل مین ایک نہ ایک دن انبیا کے علم لدنی و الہام غیبی سے انکار بھی جگہ پکڑ لے - تمہید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم مین آتا ہے -

19

الہام غیبی (ہمرنگ وحی) جس سے فریق اول کو انکار ہے وہ الہام ہے جس کی چار صورتون کی تشریح براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۳۶ و ۲۴۷ و ۲۵۸ مین ہو چکی ہے۔ اور اوسمین کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جسمین کلام و خطاب ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ انکے خیال مین بجز نبی کسی کو نہین ہو سکتا اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔* پھر فریق اول نے اس دعوی کے مناقض یہہ بھی کہدیا ہے کہ جسکو خدا کی طرف سے کلام والفاظ سے خطاب ہو وہ اوسکو الہام کیون کہتا ہے وحی کیون نہین بولتا۔ اور اسکے ساتھہ یہہ بھی کہدیا ہے کہ حضرت موسیٰ کی مان کو انہین معنی کر وحی ہوئی تھی† اور وحی بمعنی اعلام بکلام وارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہین۔ اس قول مین انہون نے الہام بکلام (جسکو وہ وحی کہتے ہین اور خاصہ نبوت سمجھتے ہین) کو اورون کے لئے جایز کر دیا۔ (گو اسکا نام الہام نہین رکہا) اور جس امر سے وہ انکاری تھے اسکا انہون نے خود اقرار کر لیا۔

[illegible] کے جواب مین صرف اسقدر

---

* چنانچہ سرگروہ فریق اول کے رسالہ ابطال الہام مین ہے "لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجھکو یہہ آیتہ الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرنا کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی اور اس آیتہ کو مجھے فرمایا ان معنون سے جایز نہین"

† چنانچہ اسی رسالہ مین ہے۔ اور اوحینا الی ام موسیٰ مین مفسرین الہام کی معنی کہتے ہین لیکن الہام کے معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب نہین ہوتا۔ اگر وحی کے معنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کئے جاوین تو منع نہین۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیا ہے نہ وحی اطلاع و ارسال فرشتہ کئی اشخاص کے پاس فرشتہ آئے اور کلام کین اور کئی نے آوازین سنین۔ پھر اسکی تمثیل مین چند وجہ نقل کر کے کہا ہے۔ جایز ہے موسیٰ کی مان کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو۔ یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین اگر کوئی شخص دعوی کلام و تکلم کا کرے تو ہم اوسکو صادق نہ جانینگے۔ پس الہام بولنا اوسکا غلط ہے وحی کیون نہین بولتا وحی کے معنون [illegible]

[illegible]

کہنا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعوی یہی تہا کہ مجہے خدا تعالی نے فلان فلان آیت
یا فلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور مجہہ سے خدا تعالی ہمکلام ہوا ہے جس کو
فریق اول نے مان لیا۔ رہی اُسکی یہہ نزاع کہ وہ بشہادت لغت اُسکو الہام نہین کہتا
وحی نام رکہتا ہی۔ سو یہہ لفظی نزاع ہی (جسکی طرف محصلین و محققین کبہی رجوع نہین کرتے)
اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چہوڑ دینے اور بجای الہام لفظ وحی استعمال
کرنے سے باسانی ممکن ہی۔ وہ بجای دعوی الہام کلام یہہ دعوی کر سکتا ہی کہ خدا نے مجہہ وحی
بمعنے اعلام کلام سے (جو فریق اول کی نزدیک خاصہ نبوت نہین ہی) مشرف فرمایا ہی اور اسی
وحی کے ذریعہ سے فلان آیتہ یا فلان کلام سے مخاطب کیا ہی۔ جسمین **فریق اوّل** کو
(اگر وہ انصاف کری) کسی وجہ سے مجال مقال نہین ہی اور اگر وہ انصاف سے مناظرہ
کی داب سے یکسو ہو کر اب اسمین یہہ بات نکالی کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کی لئے جائز
رکہتے ہیں) کانون سے مسموع [illegible]
دعوی کرتے ہین (چنانچہ مولف براہین احمدیہ نے پہلی تین صور توں الہام مین دل پر القا ہونیکا
صریح دعوی کیا ہی۔ کانون سے آواز سننے کو صرف پانچوین صورت سے مخصوص کیا ہی) اور القا
و واردات قلبی کو عرفاً و لغۃً یہی کلام نہین کہا جاتا تو پس ہم پر تسلیم الہام کلام کا الزام کیونکر صحیح
ہو سکتا ہی۔ تو اگرچہ اب اُنکی یہہ بات لائق سماعت و مستحق جواب نہین کیونکہ مشتی کہ بعد از جنگ
کا مصداق ہی۔ **فریق اوّل** کے نزدیک وحی کلام و القائی قلب مین منافات تہی تو پہلو
اونہون نے اس امر کی کیون نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جائز کیا تہا تو اُسمین
مسموع ہونے کلام کی کیون قید نہ لگا دی۔ تاہم احقاق حق و اظہار صواب کے لئے اونکی اس
بات کا جواب یہہ دیا جاوے گا۔ کہ اگر کلام ملہم کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پر القا ہو
ظاہری کانون سے سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہین تو وحی غیر متلو انبیاء
جسکو فرشتہ نہ لاتا تہا صرف اوسکا القا انبیاء کے قلب پر ہوتا تہا وحی نہ کہلاوے اور
نہ اُسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قایل نہین۔ اور عرف بہی اس کے
مخالف ہے۔ عرف عام اور عرف شرع مین بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام نفسی

اس لحاظ سے کہ وہ تکلم مین آسکتا ہے۔ اور کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے کلام بولا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی تکلم* و تلفظ عام ہے جو حقیقت لفظ مین جو کلمہ و کلام کا جز ہے لغتہً و عرفاً ماخوذ ہے۔ لہذا فریق اول کو ہرگز نہین پہنچا۔ کہ وہ کلام ملہم کے (جسکا صرف القا ہوا ہو کانون سے وہ سنائی نہ دیا ہو) وحی ہونے سے انکار کرے اور اس الزام تناقض سے بچ سکے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس **فریق** (اول) نے نفی الہام اولیاء اللہ پر **استدلال** پیش کیا ہے اس سے **اس الہام کا ثبوت** نکلتا ہے نہ نفی اور اس استدلال کو پیش کرنے والے پر رجل قفی علی نفسہ کی مثل خوب صادق آتی ہے۔ یہہ اس فریق کے سرگروہ کی استدلال† کا حال ہے۔ اب اس فریق کے عوام مصداق ومنهم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان هم الا یظنون کی **استدلالات**‡ اور اُن کے جوابات [illegible]

بعض عوام فریق اول نفی الہام اولیاء اللہ پر یہہ **نقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ خدا تعالے نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہی (عز و جل) غیب جاننے والا ہے وہ اپنی غیب پر

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا ۝ الا من ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا۔ (سورة الجن ۲۲)	بجز رسول کسی کو مطلع نہین کرتا۔ اسکے آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ولی کو وہ اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا۔

* چنانچہ نحو کی پہلی کتاب پڑھنے والے لفظ کی تعریف مین تکلم و تلفظ کو ایسا ہی وسیع کرتے اور یہہ کہتے ہین۔ اللفظ ما يتلفظ به الانسان حقيقةً او حكماً الخ

† اور جو آپ کو غیر نبی پر نزول والہام آیات قرآن مین شبہہ ہے اُسکا جواب جواب استدلال فریق ثانی کے ضمن مین عنقریب آتا ہو۔

‡ یہہ استدلالات جو سرگروہ فریق اول کے افادات و تعلیمات سے ہین جو روزمرہ کی درس و تعلیم مین

اور بعضی یہہ **عقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ غیر نبی کو ہمرنگ وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی وغیر نبی مین فرق نہین رہتا - اور نبی کی نبوّت مین اشتباہ واقع ہوجاتا ہے -

بعضی ان ہی استدلالات سے وسیع نتایج نکالتے ہین اور الہام غیبی اولیاء اللہ کے علاوہ انکے تمام **خوارق و کرامات کا بطلان** بہی ان دلایل سے استنباط کرتے ہین -

یہہ مقالات و **استدلالات** پرانی **معتزلہ کرامیہ** وغیرہ کی ہین جو بواسطہ شیخ فریق اول اب اس گروہ کی عوام مین شایع ہوئی ہین اور انکے **جوابات** بہی پرانے **علماء اہل سُنّت** نے بسط و تفصیل کے ساتہہ اپنی کتب عقاید و تفاسیر مین دیدئے ہین - لہذا اس مقام مین اُن ہی علماء کے جوابات کو حوالہ قلم کرنا کافی ہے - ناظرین اہل علم اِن پُرانی مباحث و دلایل کی نقل و اعادہ کا اعتراض ہمپر نہ کرین - ان ہی حضرات (فریق اول) کو (جنہون نے اِس پُرانے [illegible] اعتزال کا جال پہیلایا اور اہل سنت خصوصاً اہل حدیث کو **معتزلی و نیچری**[*] بنانا چاہا ہے) جو کہنا ہو سو کہین -

---

اپ سے سرزد ہوتی ہین گو اپ کے رسالہ مین یہہ مندرج نہین ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام استدلال و دلیل کو کیا جانین وہ اکثر تو اُمّی محض ہین اور بعض جو اردو فارسی مین لیاقت رُشد بود رکہتے ہین علوم دین سے ناواقف ہین لہذا جو کچہہ اُنکے شیخ کہتے ہین وہ اسپر بلا دلیل ایمان لے اتے ہین - اسکی صحت و فساد کو وہ پہچان نہین سکتے - خصوصاً بعض نومسلم جو مشرف باسلام ہوتے ہی قبل استحکام تعلیم عقاید اسلام حضرت کی صحبت مین فیضیاب ہوئے ہین اُنکے حال پر سخت افسوس آتا ہے کہ وہ آبائی تقلید چہوڑ کر ایسے شخص کے مقلد کیون ہوگئے - **اللھم ارحم**

[*] نیچری بنانا اس مسئلہ سے بہی اُنکا مقصود و متصور ہے کیونکہ معجزات و خوارق سے انکار مذہب نیچری کا اصل اصول ہے - اس سے علاوہ بہی یہہ حضرات نیچری مسایل اپنے گروہ کے عوام و جہلا مین پہیلاتے ہین جیسا اُنکا یہہ مسئلہ نیچریہ کہ "حضرت **مسیح علیہ السلام** بلا پدر پیدا نہین ہوئے"

پس واضح ہو کہ ان حضرات نے جو **نقلی استدلال** پیش کیا ہے۔ یہہ جار اللہ زمخشری معتزلی کا استدلال ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف مین آیۃ متمسکہ فریق اول کے ذیل مین اُسنے کہا ہے کہ اس آیۃ مین کرامات اولیاء کا ابطال پایا جاتا ہے کیونکہ جن لوگونکی طرف کرامات منسوب مین وہ اگرچہ پسندیدہ ولی ہین مگر رسول نہین ہین۔ اور خدا تعالے نے اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لئے رسولون کو مخصوص کر دیا ہے۔

> وفی ہذا ابطال الکرامات۔ لان الذین تضاف الیھم الکرامات وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب۔ (کشاف)

اس کا جواب علماء اہل سُنّت (کثرھم اللہ تعالٰی) سے امام **رازی** قاضی **بیضاوی** شاہ **عبد العزیز** دہلوی وغیرہ اکابر نے متعدد وجوہ سے دیا ہے ان سب میں سے جواب حضرت شاہ صاحب کا بہت لطیف ہے۔ لہذا اس مقام مین اُسی جواب کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ **عبد العزیز** نے **تفسیر عزیزی** مین فرمایا ہے۔

باید دانست کہ صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیۃ گفتہ وفی ھذا ابطال الکرامات الخ۔ ولیکن باوجود ادعاے دانشمندی این حرف ازو بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ این آیۃ نفی اطلاع بر غیب بوجہیکہ رفع تلبیس واشتباہ بکلّی در آن حاصل شود از غیر رسول میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جائے آنکہ کرامات دیگر را ابطال نماید۔ و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخصے بر غیب چیزے دیگر ست۔ و اظہار غیب بر آن چیزے دیگر۔ و از نفی آن نفی این لازم نمی آید۔ اولیاء اللہ را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جائز و واقع ست چنانچہ در حق مادر **موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام** در سورۃ قصص منصوص ست۔ کہ انا رادوہ

اور اونکا بلا پردہ پیدا ہونا صریح طور پر قرآن سے ثابت نہیں جسکا فساد رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۷ کے نمبر ۲ و ۳ کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔

الیک وجاعلوہ من المرسلین ۔ اکثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص بر غیب و اظہار
غیب بر شخص نکردہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیۃ احکام شرعیہ اند کہ تکلیف بآنہا عام بر مکلفین
می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی محض را مثل حضرت خضر نیز
اطلاع بر ہیچ غیب حاصل نہ شود زیراکہ در آیۃ حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول
اخص از نبی ست آرے اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول ست کہ در وے یافتہ
نمے شود و بعض ازیشان گفتہ اند کہ حصر بملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع
بر غیب خاصہ پیغمبران ست و اولیارا اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود
چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس ست ۔ اور **اس سے پہلے تفسیر آیۃ**
فلا یظہر علی غیبہ یعنی غیب پر کسیکو مطلع کرنے اور اُسکو غیب کی اطلاع دینے میں
فرق کے بیان میں فرمایا ہے [illegible] پس مطلع نمی کند ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ
خطا بکلی در آن اطلاع حاصل شود ۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع دادن
کذائی ست کہ او را اظہار شخصی بر غیب توان گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطبا و کاہنان و رمالان
و جفریان و فال بینان کہ علم ایشان ببعض حوادث کونیہ از راہ استدلال باسباب و علامات ظنیہ
یا اخبار محتمل الصدق والکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وہمی می باشد نہ یقینی ۔ و اولیا
را ہر چند **علم الہامی یقینی** ببعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کونیہ **حاصل می شود**
اما تلبیس و اشتباہ بجمیع الوجوہ ازان مرتفع نمے گردد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بران مستحق
گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان و انعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا الکشف عام
بآن مستحق نمے شود و خود ہم در تحصیل یقین بآن و اعتماد بر آن محتاج بشواہد کتاب و سنت کہ قہام
وحی اند میشوند پس اظہار بر غیب ہیچکس را نمے دہند ۔ **الا من ارتضی من رسول** ۔ مگر کسیکہ
پسند می کند و آنکس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل علیہ السلام و خواہ
از جنس بشر مثل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را اظہار

بر بعض از غیوب خاصہ خود مطلع مے فرماید تا آن غیوب را بمکلفین برساند و تلبیس و اشتباہ را از ان بکلی رفع نماید تا احتمال خطا و نارساتی اصلاً پیرامون آن نگردد و عامہ مکلفین کہ بدیدن معجزہ تصدیق رسول بشری نمودہ باشند در وحی ہر بارہ بر آن اعتماد نمودہ در غلط نیفتند و راہ گم نکنند لہذا در انزال وحی احتیاط بلیغ بکار مے برد **فانہ یسلک** یعنے پس بتحقیق پروردگار من روانہ میکند **من بین یدیہ** پیش دست آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ رسول بشری و پیش دست قوت فکریہ و قوت وہمیہ و قوت خیالیہ است و طبائع و اخلاق حاضر الوقت **و من خلفہ** یعنی و از پس پشت آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ بشری و پس پشت علوم مخزونہ در حافظہ اوست و عادات و اخلاق متروکہ **رصدًا** چوکیداران را از جنس ملایکہ تا وقت اوردن وحی و گرفتن آن قوت فکریہ و وہمیہ و خیالیہ را سبقت کردن ندہند" الخ

اس کلام بلاغت نظام میں حضرت شاہ صاحب مرحوم نے استدلال منکرین الہام و کرامات اولیاء اللہ کا شافی جواب دیا اور بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اس آیۃ مین خدا تعالیٰ نے اپنے غیب پر بجز رسول کسیکو ایسے طور پر مطلع کرنے "کہ اُسمین خطا و اشتباہ کا امکان دخل نہ ہو اور اُسکے ساتھ فرشتون کا پہرہ چوکی بھی ہو" کی نفی کی ہے۔ مطلق اطلاع غیب کی غیر رسول سے نفی نہین کی اور ایسی اطلاع غیب خدا کی طرف سے غیر رسول کے لئے جائز بلکہ واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے لئے ہوئی۔

خاکسار (اڈیٹر) کہتا ہے۔ اس مقام مین ان تمثیلات کی تشریح ضروری ہے تاکہ عوام اہل حدیث جو فریق اول کے دام اعتزال مین پہنس رہے یا پہنسا چاہتے ہین۔ ان تمثیلات منصوصہ قرآنیہ سے واقف ہو کر ان کے دام سے رہائی پائین اور یہہ جان جائین کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین ہے خاص کر اطلاع بحفاظت و حراست انبیاء سے مخصوص ہے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کو غیب پر مطلع کرنے کا حال قرآن مین یون

بیان فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مادر موسیٰ کو یہہ الہام کیا (جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہونے پر

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رآدوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ (القصص ۱۶)

فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا) کہ تو اسکو دودہ پلا۔ پہر جب تجہہ (اسکی ماری جانیکا) ڈر لگے تو اسے (صندوق مین بند کرکے) دریامین ڈالدے اور (اسکے ڈوب جانے یا فرعون کے ہاتہہ سے مارے جانیکا) خوف وغم نکر ہم اسکو تیرے پاس پہر لائینگے اور اسکو پیغمبر بنائینگے۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کا حال اطلاع غیب قرآن مین یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے تو انہون نے اس کشتی کے تختے کو اوکہاڑ دیا۔ پہر ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی گرنے والی دیوار کو کہڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلون پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اونکا سبب یون بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینون کی تہی (جسکے ذریعہ سے) وہ دریا

اما السفینۃ فکانت لمسٰکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا۔ واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا

مین کام کیا کرتے ہین تو مینے اسکو (اس نیت سے) عیب ناک کرنا چاہا (کہ) انکے پیچہے سے ایک (ظالم) بادشاہ آرہا تہا جو سب (اچہی) کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا وہ لڑکا (پیدایشی کافر تہا اور) اسکے ماباپ مسلمان تہے مجہے خوف لگا کہ وہ (بڑا ہوکر) انکو گمراہی وکفر مین ڈال دیگا۔ مین نے (اسکو قتل کرنیسے) یہہ چاہا کہ خدا انکو اسکے بدلے اس سے بہتر تہر اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

کنزھما رحمۃ من ربک وما فعلتہ عن امری ذلک تاویل مالم تسطع علیہ صبرا - (الکہف ع ۱۰)

دو یتیم لڑکون کی تہی اور اسکے نیچے انکا خزانہ تہا اور انکا باپ نیک تہا خدا نے از راہ مہربانی (میرے اس فعل سے) یہہ چاہا کہ وہ دونو جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالین - یہہ جو کچہہ مینے کیا یا کہا اپنی رای یا اختیار سے نہین کیا یعنی یہہ خدا کا حکم اور الہام تہا -

ایسی ہی منصوص اور صریح **ایک اور مثال** (حضرت مریم کو غیب کی اطلاع دہی) قرآن مین موجود ہے جسکو شاہ صاحب نے اس مقام مین ذکر نہین کیا - اوسکا ذکر بہی بمقابلہ اس نقلی استدلال* مخالفین کے مناسب ہے -

خدا تعالے نے سورہ **مریم** مین فرمایا ہے - کہ ہمنے مریم کی طرف اپنی روح الامین کو

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا - (مریم ع ۲)

بہیجا وہ اوسکے روبرو پورے انسان کی صورت مین دکہائی دیا اوسنے کہا مین تجہہ سے خدا کی پناہ مین آئی اگر تجہے خدا کا ڈر ہے وہ بولا مین تو خداہی کا رسول ہون کہ تجہکو ایک ستہرا لڑکا دون وہ بولی مجہے لڑکا کیونکر ہوگا مجہے کسی بشر نے جائز طور پر ہاتہہ نہیں لگایا - اور نہ مین ناجائز فعل کرنے والی ہون اوسنے کہا ایسا ہی (بلامس بشر تولد فرزند) ہوگا - تیرا رب کہتا ہے یہہ امر بلامس بشر لڑکا دینا مجہے آسان ہے اور تاکہ مین اوسکو لوگون کے لئے ایک نشانی قدرت اور اپنی طرف سے رحمت بناؤن یہہ امر ہوا ہوا ہے -

* گو ہمر گروہ فریق اول کے استدلال سابق کی مقابلہ مین پیش نہین کی جاسکتی کیونکہ اُسمین

اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑہ یا سنکر مسلمان پیرو قران کو اسمین شک باقی نہین رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو (جو بالاتفاق نبی نہ تہین) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تہے۔ اور انکے رسول نہ ہونے مین تو کلام ہی نہین۔) بعض غیب باتون کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہوگیا۔ کہ اس آیتہ متمسکہ مخالفین مین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہین کسی خاص وجہہ (یا قسم کی اطلاع غیب کی نفی مراد ہے۔ وہ وجہہ یا قسم وہ ہو جو شاہصاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہہ (یا قسم) جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلین ٭٭ بہرحال ظاہری اطلاق ہرگز مورد نفی نہین ہوسکتا۔

ان تمثیلات کی نسبت فریق اول کا خیال و مقال

اور

اُس کا ابطال

یہہ تمثیلات منصوصہ قرانیہ قطعیہ یقینہ فریق اول کے خواص اور بعض عوام پڑہتے یا سنتے ہیں

اوسنے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (اطلاع غیب پر مشتمل کیون نہ ہو) جایز رکھی ہے لہذا اس تمثیل کا اِسی نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا مناسب ہے جسمین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ فرشتہ ہو خواہ بلا واسطہ) نفی کی گئی ہے۔

٭٭ اس مین اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہ بیان کردہ شاہصاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا بالخصوصیتہ ہمکو دعوی نہین ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اس آیتہ مین مطلق اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہین۔ اس مطلق نفی کو چہوڑکر اسکی مراد جو چاہو سو ٹہرالو۔ ہمکو اس سے اسمقام مین بحث نہین۔

تو باوجود ادعا پیروی قرآن و ترک تقلید این و آن ناانصافی و سخن پروری سے ان **تمثیلات** کے جواب مین یہہ کہدیتے ہین کہ انمین غیر نبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے تو یہہ پہلی امتون کے لئے ہے۔ اس امت محمدیہ کے اولیاء کہلانے والون کے لئے (جنکے الہامات سے ہمکو انکار ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تمثیلات مین یا اور کہیں کہان پائی جاتی ہے۔ پہر اس امتہ کے اولیاء کو دعوی الہام غیبی کیونکر جائز ہے۔

انکے اس مقال کا مآل و ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے اپنے اوس انکار عام کو چہوڑا۔ اور یہہ مان لیا کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین۔ غیر نبی کو بعض صورتون سے اطلاع غیب دیجاتی ہے۔ مگر یہہ شرف و منصب پہلی ہی امتون کو حاصل تہا۔ یہہ امتہ (محمدیہ مرحومہ) اس شرف و فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امتہ مین صحابہ سے لیکر اسوقت تک کے اولیا مین کوئی اس شرف و منصب [illegible] یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام کو عطا ہوا تہا) لایق و اہل نہین گذرا۔

ہر چند انکا یہہ خیال و مقال اس قابل نہ تہا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب قلم مین لاتے کیونکہ اسمین پرلے سرے کی خفت اور اس امتہ مرحومہ کے اولیاء و اصفیا (صحابہ و تابعین وغیرہ ایمہ دین) کی اہانت پائی جاتی ہے **مگر** چونکہ انکا یہہ خیال و مقال پہلے سے عوام فریق اول مین شایع ہو کر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطراراً اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

بعد تسلیم اس امر کے کہ "خدا تعالے بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیر نبی کو بہی دیتا ہے اور یہہ امر پہلی امتون مین بشہادت قرآن پایا گیا ہے"۔ اس امتہ مرحومہ کے لئے اس شرف کے حصول پر ہمارے پاس کوئی **خاص** نص قرآن یا حدیث نہ بہی ہو تو ہمکو حصول اس شرف کے ثابت کرنے کے لئے ایک وہ آیتہ جسمین اس مرحومہ امتہ کو خیر امت ٹہرایا

كنتم خير امة اخرجت للناس
(آل عمران ع ۱۲)

عن بہز عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ - ھذا حدیث حسن

(جامع ترمذی صفحہ ۴۸۹)

گیا ہے اور ایک وہ **حدیث** جو اس آیت کی تفسیر ہے اور اسمین یہ تصریح ہے کہ تم نے (امی امت محمدیہ) ستر امتون کو پورا کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بہت باعزت ہو **کافی دلیل** ہے **مع ہذا** بالفعل ہم ایک خاص **روایت حدیث** حصول اس شرف کے ثبوت مین پیش کرتے ہین منکرین مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس مدعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کرینگے تو ہم اس قسم کی بیسیون روایات کُتب حدیث سے اور پیش کرینگے - انشاء اللہ تعالی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ ایکدن آپ

المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذ ترک الخطبۃ ونادی یا ساریۃ الجبل مرتین او ثلاثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لمجنون ترک خطبتہ ونادی یا ساریۃ الجبل فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وکان ینبسط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس علیک مقالا بینما انت فی خطبتک اذ نادیت یا ساریۃ الجبل ای شیء ھذا قال واللہ ما ملکت ذلک

مسجد نبوی مین منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑہ رہے تہے کہ ناگاہ اثناء خطبہ مین آپ نے یہہ الفاظ فرمائے "**یا ساریۃ الجبل**" یعنی اے ساریہ (یہہ ایک امیر لشکر ہے جسکو آپ نے سپہ سالار کرکے نہاوند* مین بہیجا تہا - اور وہ میدان جنگ مین بے موقعہ کہڑا ہوا تہا اور اُسکا یہہ بے موقعہ کہڑا ہونا خدا تعالی نے حضرت عمر کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تہا) پہاڑ کو پس پشت لے - لوگ آپ کے یہہ الفاظ سنکر متعجب و معترض ہوئے - تو بعد نماز حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ سے

* نہاوند کوہستان جنوبی ہمدان مین ایک شہر کا نام ہے - قاموس

حين رايتُ سارية واصحابه يقاتلون
عند جبل ويؤتون من بين ايديهم
ومن خلفهم فلم املك ان قلتُ يا سارية
الجبل ليلحقوا بالجبل فلم تمض الايام حتى
جاء رسولُ سارية بكتابه ان القوم
لقونا يوم الجمعة فقاتلناهم من
حين صلينا الصبح الى ان حضرت الجمعة
وذرّ حاجب الشمس فسمعنا صوت منادٍ
ينادي الجبل مرتين فلحقنا بالجبل فلم
نزل قاهرين لعدونا حتى هزمهم
الله تعالى۔

(ازالة الخفا حضرت
شاہ ولی اللہ)

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا
مین نے ساریہ اور اسکے ساتھہ والون کو ایک
پہاڑ کے پاس ایسے موقعہ پر کہڑے ہوئے
دیکہا کہ اون کے آگے پیچہے دونون
طرف سے دشمن آرہے تہے۔ جسمین
انکی شکست کا خوف تہا تو مین یہہ بات
کہنے سے رک نہ سکا۔ پہر بہت دن نہ گذرنے پائے تہے
کہ ساریہ کا قاصد الکا خط لیکر پہنچا۔ جسمین
یہہ لکہا تہا کہ صبح سے جمعہ کے وقت تک
ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا (اور میدان ہاتہہ
نہ آتا تہا) کہ ہمنے دو دفعہ یہہ پکار سنی
کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے
پس ہمنے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن
کا یکسو ہو کر مقابلہ کیا تو خدا نے دشمن کو بہگا دیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی وحافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت مین لالکائی
نے شرح السنت مین، دیرعاقولی نے اپنے فوائد مین ابن الاعرابی

اخرج البيهقي وابو نعيم في دلائل النبوة
واللالكائي في شرح السنة والديرعاقولي
في فوائده وابن الاعرابي في كرامات الاولياء
والخطيب في رواة مالك عن نافع عن
ابن عمر قال وجه عمر جيشا وامر عليهم

نے کرامات الاولیاء مین خطیب
بغدادی نے رواۃ مالک مین
محب طبری وابن مردویہ
ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی تصانیف
مین روایت کیا ہے۔ اور انسے اکابر محدثین

سجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب جعل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلثاً الحدیث

قال ابن حجر فی الاصابۃ اسناد قصۃ ساریۃ حسن۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۲)

ومتکلمین (متقدمین ومتاخرین) نے طبقۃً بعد طبقۃٍ اپنی تصانیف مین (جیسے صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ مین حافظ ابن حجر نے اصابہ مین امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین) نقل کر کے اس سے استشہاد اور اسپر اعتماد کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصابہ مین اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مین ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے [illegible] جنہون نے اتنی دور سے صف جنگ کا معاینہ کر لیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور انکے ساتھ والون کو جنہون نے اتنی غیبوبت سے حضرت عمر فاروق کی آواز کو سُن لیا۔

اب اس سے بڑھکر اس امۃ مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت و دلیل اور کیسی درکار ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت مین کسیکو کب جاے انکار ہے

اب تو فریق اول کا اپنے خیال سے دست بردار ہونا ہی شرط انصاف وعلامت اتباع قرآن وحدیث ہے مگر افسوس فریق اوّل کے بعض ناانصاف اس حدیث کو پڑھکر یا سنکر بھی اپنے خیال سے دست بردار نہین ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت مین کچھہ نہ کچھہ (بنے خواہ نہ بنے) کہہ دیتے ہین۔ اس کے ثبوت مین تو وہ یہہ کلام کرتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے[+]

+ یہہ دعوے ہمنے اس فریق کے خواص سے نہین سنا۔ اورنہ ان کے رسالہ ابطال الہام

اسے دلالت میں یہہ کلام کہ اس میں صرف صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے غیر صحابہ (پچھلے اولیاء) کے الہامات و اطلاع مغیبات کا اس میں کہاں ثبوت ہے۔

انکی اس کلام (دوم) کا ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بہی مانا۔ اور اس سے انکار کو بہی چہوڑ دیا اب ہمکو صرف ان سے پچہلے اولیاء کے الہامات و اطلاع مغیبات سے انکار ہے اور ایسکا ثبوت بکار۔

انکے **دعوی ضعف** حدیث کا **جواب** تو ہمارے بیان سابق میں آچکا ہے کہ یہہ حدیث حسن ہے ضعیف نہیں ہے اور شاید یہہ حضرات بہی (اگر انمین کچہہ سمجہہ و انصاف ہے) اس جواب کو دیکہکر پہر اس ضعف کا نام نہ لیں۔

اور دعوی خصوصیت صحابہ کا جواب مولف براہین احمدیہ نے خود اپنی کتاب کے حصہ چہارم میں بصفحہ ۲۷۵ دیدیا ہے جسکا ماحصل⁂ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچہلے

میں دیکہا صرف ادن کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہے کہ ہمنے اپنی وعظ میں اس حدیث کو ثبوت کرامات اولیاء اللہ میں پیش کیا تہا تو ایک نو مسلم نے (جو سرگروہ فریق اول کا دست گرفتہ ہے) یہہ کہدیا تہا کہ "یہہ حدیث ضعیف ہے" اندنون بہی ایک نو مسلم نے (کہ وہ بہی ان حضرت کا مقلد و گرویدہ ہے) یہہ دعوی کیا ہے۔ ہر چند یہہ دعاوی بڑے حضرت کی تعلیمات و افادات سے ہیں ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانیں مگر جب تک حضرت اعلی برملا خود یہہ دعوی نہ کریں یا قلم سے نہ لاویں اور اسکی ثبوت میں کسی محدث و امام جرح و تعدیل کا قول پیش نہ کریں ہم اس دعوی کی طرف زیادہ التفات نہیں کرتے اور عامیوں سے خطاب مناسب نہیں سمجہتے۔ حضرت اعلی خود مدعی ضعف حدیث ہیں تو مرد میدان بنیں پہر ہمسے اسکا جواب سنیں بیچارہ نو مسلم جاہلوں کے کانوں میں ایسی باتیں پہونک دینا اور انپر دین کو مشتبہ کرنا مردانگی کی بات نہیں ہے۔

⁂ اصل کلام مولف یہہ ہے "نبوت کے عہد میں مصلحت ربانی کا تقاضا یہی تہا کہ جو غیر نبی ہے اُس کے

پچھلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی جلد دوم مین موجود ہے ان کتابون کو ملاحظ کرو تو معلوم ہو کہ یہہ شرف (الہام غیبی) صحابہ کے بعد بھی اولیاء امت محمدیہ کو بطور وراثت عطا ہوتا چلا آیا ہے -

---

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی [illegible] مین بھی [illegible] الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اوسکا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات او مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور امت محمدیہ مین محدثیت کا منصب اسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس اُمت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے" - براھین احمدیہ صفحہ ۲۴۶

26

اور ظاہر ہے کہ صحابہ سے پچھلے اکابر کے حالات کے لئے اسی قسم کا ثبوت کافی ہے یہہ ضروری نہین ہے کہ پچھلے اکابر کے حالات و واقعات کو بھی قرآن و حدیث ہی سے نکالے

اور اگر یہہ حضرات دایرہ ثبوت و دلایل کو تنگ کرین - اور پچھلے اولیاء کے حالات کا ثبوت قرآن و حدیث ہی سے طلب کرین اور یہہ کہین کہ کس آیۃ یا حدیث مین آیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی و مجدد الف ثانی کو فلان فلان الہام غیبی ہوا ہے تو مین نہین جانتا کہ کوئی عاقل (ہندو ہو خواہ مسلمان یہودی ہو خواہ نصرانی برہمو ہو خواہ آریہ) انکے اس سوال کو مستحق جواب قرار دے - لہذا مناسب ہے کہ یہہ حضرات ایسا سوال کرنے سے شرماوین اور اہل اسلام پر اقوام غیر کو نہ ہنساوین -

اس بحث سے ثابت ہوا کہ تمثیلات ثلثہ قرآنیہ جنمین غیر نبی کا بعض غیبیات پر چند امثال کی طرف سے مطلع ہونا پایا جاتا ہے بلا ریب ثابت ہین - اور ان تمثیلات کے نسبت فریق اول کا یہہ خیال کہ وہ پہلی امتون سے مخصوص ہین یا یہہ عذر کہ اس امۃ محمدیہ یا خاص کر صحابہ سے پچھلے اولیاء کی اطلاع غیب پر اسلام مین کوئی شہادت پائی نہین جاتی صحیح نہین - اور ان تمثیلات اور انکی نظایر سے جو امۃ محمدیہ مین پائی جاتی ہین یقیناً و قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ متمسکہ فریق اول مین غیر رسول کے لئے اطلاع غیب کی نفی مطلقاً ہرگز مراد نہین اور **استدلال نقلی فریق اول** اس آیۃ سے بتقلید جار اللہ زمخشری متنزلی باطل ہے -

استدلال عقلی (عوام فریق اول) بھی متنزلہ ہی کا استدلال ہے جو انہون نے عموماً (الہام وغیرہ) کرامات اولیاء کی نفی مین پیش کیا ہے اور وہ کتب کلامیہ (**شرح مواقف شرح عقاید - شرح فقہ اکبر - تمہید سالمی** وغیرہ) مین منقول ہے - اور اسکا جواب بھی ان کتب مین موجود ہے - ہم اس مقام مین

ان کتابون کی اصل عبارات معہ حاصل مطالب جو اس استدلال کے علاوہ فریق اول کے اور وساوس و خیالات کے جواب پر بھی مشتمل ہین نقل کرتے ہین۔

شرح مواقف مین لکھا ہے مقصد نہم اس بیان مین ہے کہ کرامات اولیاء (جنمین الہام غیبی بھی داخل ہے) جایز (ممکن) اور واقع ہین۔ اسکا جواز تو ہمارے (اہلسنت کے) ان اصول سے ثابت ہے کہ جو امر ممکن ہو خدا اسپر قادر ہے اور خدا کے کسی فعل مین اسکی ذاتی غرض ضروری نہین [illegible] ہے کیونکہ وقوع فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہین آتا ہے اور اسکا وقوع حضرت مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہوگئی اور اسکے پاس رزق غیبی پہنچا اور خشک درخت خرما سے اسپر کھجورین گرائی گئین ثابت ہے۔ (ان امور کو حضرت زکریا کا معجزہ یا نبوت عیسی علیہ السلام کے لئے انتظار (یا پیشگی معجزہ) قرار دینا ایسا امر ہے کہ کوئی منصف اسپر متوجہ نہین ہو سکتا) اور قصہ آصف اور قصہ اصحاب کہف سے بھی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے معجزہ کوئی نہ تھا۔ کیونکہ معجزہ کی شرط

المقصد التاسع فی کرامات الاولیاء
وانها جایزة واقعة۔ اما جوازها علی اصولنا فهو ان وجود الممکنات مستند الی قدرته الشاملة ولا یجب غرض فی افعاله ولا شك ان الکرامة امر ممکن اذ لیس یلزم من فرض وقوعها محال واما وقوعها فلقصة مریم حیث حبلت بلا ذکر ووجد الرزق عندها بلا سبب وتساقط علیها الرطب من النخلة الیابسة وجعل هذه الامور معجزة لزکریا او ارهاصا للنبوة عیسی صلوة الله علیهما مما لا یقدم علیه منصف وقصة آصف وقصة اصحاب الکهف وشیء منها لم یکن معجزا لفقد شرطه ومن انکر الکرامة احتج بانها لا تتمیز عن المعجزة فلا تکون المعجزة دالة علی النبوة وینسد باب اثباتها والجواب انها تتمیز بالتحدی مع ادعاء النبوة فی المعجزة وعدمه

* سرگروہ فریق اول کے بعض دست گرفتہ لوگون سے ہمنے یہی سنا ہے یہ لوگ اسکے جواب کو جو اس [illegible] مین اور صفحہ (۲۱۶) ہے بغور پڑہین۔

التحدی مع ذالک الادعاء فی الکرامتہ
(شرح مواقف صفحہ)

(جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسمین پائی نہین گئی۔ جو لوگ کرامات کے منکر ہین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ کرامتہ معجزہ کی شکل واقع ہو تو اُسمین اور معجزہ مین فرق نہین ہو سکتا اس صورت مین معجزہ دلیل نبوت نہین رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ معجزہ اور کرامتہ مین فرق یہہ ہے کہ معجزہ مین دعوی نبوت کے ساتھہ مقابلہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہہ امر کرامت مین نہین ہوتا یعنی اسمین ولی اپنی نبوت کا دعوی کرکے بالمقابلہ کرامتہ نہین دکہاتا اور نہ اُسکا معارضہ چاہتا ہے۔

اور **شرح عقاید نسفی** مین ان تمثیلات وقوع کرامتہ کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا پانی پر چلنا اور ہوا مین اڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور جمادات کا کلام کرنا اور حضرت عمرؓ [illegible] اور حضرت خالد کا زہر کہانے سے ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریاء نیل کا جاری ہونا وغیرہ نقل کرکے انکی مقابلہ مین اس استدلال معتزلہ کو نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ہاتھہ پر کرامت کا ظاہر ہونا اسکے پیشوا نبی کا معجزہ ہے اسی کرامتہ سے اسکا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا اقرار کرے اور اگر یہہ ولی خود اپنی نبوت کا دعوی کرے تو یہہ ولی ہو ہی نہین سکتا اور نہ اُس کے ہاتھہ پر کرامت ظاہر ہو سکتی ہے۔

حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت جو ہو وہ نبی کا معجزہ ہے۔ خود اس سے صادر ہو

لما استدلت المعتزلۃ المنکرۃ لکرامتہ الاولیاء بانہ لو جاز ظہور خوارق العادات من الاولیاء لاشتبہ بالمعجزۃ ولم یتمیز النبی من غیر النبی اشار الی الجواب و یکون ذلک الظہور ای ظہور الخوارق من الولی الذی ہو من احاد الامتہ معجزۃ للرسول الذی ظہرت ہذہ الکرامتہ لواحد من امتہ لانہ یظہر بہا انہ ولی لن یکون

محققاً فی دیانتہ ودیانتہ الاقرار بالقلب واللسان برسالتہ رسولہ مع الطاعتہ لہ فی اوامرہ ونواھیہ حتی لو ادعی ھذا الولی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعتہ لہ لم یکن ولیاً ولم یظھر ذلک علی یدہ۔ والحاصل ان الخارق للعادۃ ھو بالنسبتہ الی النبی معجزۃ سواء ظھر من قبلہ او من قبل احاد امتہ۔ وبالنسبتہ الی امتہ کرامتہ لخلوہ عن دعوی نبوۃ من ظھر ذلک من قبلہ

(شرح عقاید)

خواہ اُسکی امت سے اور وہی امر امتہ کی نسبت کرامتہ ہے معجزہ اسلیئے نہیں کہ جس سے وہ سرزد ہوتا ہے اُسکیطرف سے اپنی نبوت کا دعوی پایا نہین جاتا۔

اسکے بعد شرح عقاید مین معجزہ اور کرامتہ مین وجوہ فرق بیان کی ہین ہمنے بنظر اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجوہ فرق کا بیان اور کتب خصوصاً شرح فقہ اکبر کی عبارات [illegible] طور پر [illegible] پوری عبارت شرح عقاید کو نقل نہین کیا۔

یہی جواب تمہید ابو شکور سالمی مین معتزلہ کی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحتہ ھذا ھو ان الکرامتہ لو لا یجوز اثباتھا للاولیاء فلا یجوز اثباتھا للانبیاء لان النبی قبل الوحی وقبل ظھور النبوۃ یکون ولیاء عند الناس وان کان نبیاً عند اللہ ویجوز اثبات الکرامتہ لہم قبل ظھور نبوتہ کما کان لنبینا علیہ السلام وکان لابراھیم وموسی وعیسی وغیرھم من الانبیاء علیھم السلام فقبل الوحی والنبوۃ یسمی عند الناس ولیاً فلو لا یجوز

پھر اسکے معارضہ ومقابلہ مین مذہب اہلسنت پر یہہ استدلال قایم کیا ہے کہ اگر اولیا کیلئے اثبات کرامتہ جایز نہ ہو تو نبی کےلئے بھی کرامات کا اثبات جایز نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی دعوی ثبوت سے پہلے لوگون مین ولی ہی کہلاتا ہے اور قبل نبوت اسکی کرامات کا ظاہر ہونا ممکن ہے چنانچہ آنحضرت وحضرت ابراہیم وحضرت موسی وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہین۔ پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جایز

28

اثبات الکرامۃ للولی فلا یجوز اثباتہ للنبی قبل الوحی فلیکن غیر نفی الکرامۃ عن النبی صلعم وھو محال۔ الی ان قال قبل الدعوی لایجب الفرق بین النبی والولی عند الناس لایجب الایمان قبل الدعوی واذا ادعی فلا تبقی شبہتہ فلا یلزم

(تمہید سالمی)

نہو تو قبل از وحی نبی کے لئے بھی جایز نہ ہوگا۔ اسمیں آنحضرت کی کرامات کا قبل از وحی سرزد نہ ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے یہہ کہکر فرمایا ہے کہ قبل دعوی نبوّت نبی اور ولی مین فرق ضروری نہیں اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوّت ایمان لانا واجب ہے اور جب دعوی نبوت ہوگا تو اس سے خود شبہ جاتا رہیگا۔ پس کرامت کا معجزہ مین شبہ ڈالنا ثابت نہ ہوا۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تمثیلات منقولہ سابق نقل کرکے کہا ہے

ثم [illegible] الاعظم [illegible] موافق لما علیہ جمھور العلماء الاعلام من ان کل ما جاز ان تکون کرامۃ لولی لا فارق بینھما الا التحدی خلافاً للقشیری ومن تبعہ کابن السبکی حیث قال الا نحو ولد دون والد وقلب جماد بھیمۃ فلا تکون کرامۃ ھذا۔ والکتاب والسنۃ ینطق بظھور الکرامۃ من مریم وصاحب سلیمان۔ واما ما قیل من ان الاول ارھاص لنبوۃ عیسی علیہ السلام او معجزۃ لزکریا والثانی معجزۃ لسلیمان علیہ السلام فمدفوع بان لا تحدی

کہ ظاہر کلام امام [illegible] رح اس مقام (فقہ اکبر) مین جمہور علماء کے موافق ہے کہ جو امر خارق عادت بطور معجزہ نبی کے لئے جایز ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے جایز ہے۔ معجزہ اور کرامت مین بجز تحدی کوئی فرق نہیں ہے۔ اسمین امام قشیری اور اُسکے متبع ابن السبکی کو اختلاف ہے وہ کہتے ہین اس قسم کی کرامتہ کہ ”بدون باپ بیٹا تولد ہو یا پتھر کا جانور بن جائے“ ولی سے سرزد نہیں ہوسکتی اس قسم کے سوا اور کرامات کا سرزد ہونا جایز ہے اور قرآن وحدیث ظہور کرامات (اولیاء) حضرت مریم

معجزۃ النبی جاز ان تکون کرامۃ

معجزۃ النبی جاز ان تکون کرامۃ

الاجواز الخوارق لبعض الصالحين
غير مقرون بدعوى النبوة ولا يضرنا
تسميته ارهاصًا او معجزة لنبي هو من امته
سابقًا او لاحقًا وسياق القصة والا لما
سأل عن الكيفية والحاصل ان الامر
الخارق للعادة فهو بالنسبة الى النبي
معجزة سواء ظهر من قبله او من قبل امته
لدلالته على صدق نبوته ورسالته فهذا
الاعتبار بحين معجزة له والا حقيقة المعجز
ان تكون مقارنة التحدي على يد المدعي
وبالنسبة الى الولي كرامة الى ان ذكر
خوارق اعداء الله (فرعون ودجال)
وقال انما قضاء حاجات لا كرامات
ثم قال واعلم ان ظهور خوارق العادة
بطريق الموافقة على يد المتاله جائز دون
المتنبي لان ظهوره على يد المتنبي
يوجب انسداد باب معرفة النبي واما
ظهوره على يد المتاله لا يوجب انسداد
باب معرفة الله لان كل عاقل يعرف
ان المدعي المشتمل على دلالات الحدوث
بسمات القصور لا يكون الهًا وان

اور آصف سے صاف ناطق ہین۔ ان کرامات
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے (کرامت
حضرت مریم) حضرت عیسی علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تہا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری (کرامت
آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تہا۔ اسکا
جواب† یہہ ہے کہ ہمکو تو صرف یہہ دعوی ہے
کہ امر خارق عادت جسکے ساتھہ دعوی نبوت
نہو نبی کے سوا اور صالحین سے سرزد
ہونا جایز و ممکن ہے اسکو کوئی ارہاص یا
معجزہ اُس نبی کا جسکی امتہ سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہو خواہ پچہلا) کہے
تو ہمارے دعوی کو اس سے کچہہ نقصان
نہین پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بیان)
سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ظہور خوارق
مریم یا آصف کسیکی نبوت کا دعوی نہین
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم بہی نہین تہا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پوچہتے۔ حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقمین معجزہ ہے اُس سے ظاہر
ہو خواہ اُسکی امتہ سے۔ کیونکہ وہ نبوت

* يدل على انه لم يكن هناك دعوى النبوة بل لم يكن لنبي علم بتلك القصة ۱۲م

† دیکھو نوٹ صفحہ ۲۱۲-

[illegible] منہ الف خارق العادۃ ۔ (شرح [illegible]) نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ
سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت مین تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتھہ دعوی نبوّت
اور تحدی یا طلب معارضہ مقرون ہو۔ اور وہی امر خلاف عادت ولی کے حق مین کرامت ہے
اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعدا دین (فرعون و دجّال وغیرہ) کو ذکر کیا اور
انمین اور معجزات انبیا مین یہہ فرق بتایا کہ خوارق اعدا دین کو کرامتہ نہین کہا جاتا۔ ان لوگون
کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس سے مقصود ان لوگون کی اہانت
و عقوبت ہے پہر فرمایا کہ یہہ جان رکہو کہ اعدا دین سے جو مدعی الوہیت ہو اسکے ہاتہہ سے
ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا جایز ہے نہ اُس شخص کے ہاتہہ سے جو خود بخود نبی بن بیٹھے
[illegible] کے ہاتہہ سے ایسے امور ظاہر ہون تو سچے نبی کی نبوت
کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اُسمین اور جہوٹے نبی کے امر خارق عادت
مین فرق معلوم نہین ہوتا۔ اور مدعی الوہیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا
تعالے کی الوہیت کی پہچان کا دروازہ بند نہین ہوتا۔ کیونکہ جہوٹے مدعی الوہیت کا جہوٹ
اسکے حال سے کہ وہ حادث (نو پیدا) ہے اور اسمین علامات نقصان و عجز (کہانا پینا جگہ کا محتاج
ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہین ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ
مین آویں۔

ان تقریرات و عبارات مین عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فواید ادا ہوا
اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا اسکی اور کرامات وہی الہام انبیاء اور ان کے
اور معجزات مین شبہ انداز نہین ہین۔ بلکہ اور موید اور منکرون کے لئے تازہ شواہد و
نظایر ہین۔ خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اُن کو اپنے نبی کی نبوت کی
تایید و شہادت مین پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اُسکے نظایر دکہائے اور بصد زبان
یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کی متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

اور اسی کے کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ* سے واقع ہوا ہے۔

مقالات و استدلالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (لودھیانہ کے مکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ نے اپنے آپ کو بہت سی آیات قرآن کا (جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب مین وارد ہین اور آز انجملہ گیارہ آیات بنابر وجہ انکار فریق دوم [illegible] مخاطب و مورد نزول [illegible] اور ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہین (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو در پردہ نبوت کا دعوی ہے

اسکے جواب دو ہین۔ اول یہہ کہ **مولف** براہین احمدیہ نے یہہ دعوی [illegible] **نہین کیا** کہ قرآن مین ان آیات کا مورد نزول و مخاطب مین ہون اور جو کچھہ قرآن یا پہلی کتابون مین **محمد رسول اللہ صلعم و عیسی و ابراھیم و آدم علیہم السلام کے خطاب** مین خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے اور نہ یہہ دعوی کیا ہے کہ جو خصوصیات و کمالات اُن انبیاء مین پائی جاتی ہین۔ وہ مجھہ مین پائی جاتی ہین۔ **کلا واللہ ثم باللہ ثم تاللہ** اس کتاب مین یا خارجاً مولف نے یہہ دعاوی نہین کئے۔ اور ان کو کامل یقین

* اسکی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۴۸۸ و صفحہ ۴۹۹ و صفحہ ۵۲۱ و صفحہ ۵۵۶ وغیرہ کو ملاحظہ مین لاؤ اور قیامت کو حساب کہ ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھہ کر خلاف واقع سوء ظن سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابون مین ان آیات مین مخاطب و مراد وہی انبیا ہین جنکی طرف انمین خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وہی حضرات ہین جنکو خدا تعالے نے ان کمال کا محل ٹہرایا ہے۔

اپنے اوپر اون آیات کے الہام یا نزول کے دعوی سے ان کی مراد (جسکو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے اختراع نہین کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالے نے قرآن یا پہلی کتابون مین انبیا علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ (یا آیات) سے دوبارہ مجہے بہی شرف خطاب بخشتا ہے پہر یہ کہ خطاب مین ان الفاظ سے ایسے معانی مراد رکہے ہین جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابون سے کچہہ مغایرت اور کسیقدر مناسبت رکہتے ہین اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہین۔

تمثیلات

آیۃ نمبر ۱ (منجملہ آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن مین وہ یہی سمجہتے ہین کہ یہہ آیۃ آنحضرت کے خطاب مین ہے اور اسمین آنحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے انکو ملہم و مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجہتے ہین اور اپنے اتباع سے اتباع* آنحضرت مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۲۰۵ کتاب اُن الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین کہ اگر تم خدا سے محبت رکہتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تم سے بہی محبت کرے۔

---

* یہی اتباع محمدی وہ اپنے اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چہپوا کر

اور آیۃ نمبر ۲ کے قرآن مین تو وہ یہہ معنی سمجھتے ہین کہ اسمین قرآن مجید کی نسبت مشرکین کی قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیون (مکہ اور طایف) مین سے کسی سردار آدمی پر کیون نہ اُترا اور جب ہی ان الفاظ سے خدا نے اونکو ملہم و مخاطب فرمایا تو (انہین انہ قرآن مین) امر منزل سے وہ اپنے الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہین (یہی وجہ ہے کہ انکے الفاظ مین لفظ منزل کی بعد لفظ قرآن واقع نہین ہوا جیسا کہ قرآن کی آیۃ مین ہے اور اسکے مطابق آیات پیش کردہ فریق ثانی کے ضمن مین نقل ہوا) اور دو شہرون سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدہانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگروہ فریق اول وثانی) مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۰ ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان لفظون سے کرتے ہین اور کہینگے کہ کیون نہیں یہہ (انکا الہام) اترا کسی عالم و فاضل پر اور شہرون مین سے الخ۔

اور آیۃ نمبر ۵ کے قرآن مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ وہ آنحضرت کی خطاب مین نازل ہوئی ہی اور اسمین آپ سے پہلے رسولون کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جسمین آپ کی رسالت کی طرف بہی اشارہ ہے۔ (باقی آیندہ)

ہند و انگلنڈ مین انہون نی شایع کرنی چاہئی) ۸ اسطر مین مراد رکہتے ہین۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہین دیکہتی وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ "اُسکے (یعنی مولف کے) قدم پہ چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہی" سے بہی مولف کا دعوی نبوت نکالتے ہین۔ اور یہہ خیال نہین کرتے کہ مولف کس چال مین اپنی پیروی کو موجب نجات اور اسکے خلاف کو موجب بُعد کہتا ہی وہی آنحضرت کی چال جسپر چلنے کا مولف کو دعوی ہے یا اسکی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترضین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پہلے ہم